باب الفتاوی :

مسائل طلاق

سوال نمبر 1: ایک آدمی کراچی سے اپنی بیوی کو بذریعہ خط طلاق دیتا ہے، لیکن اس کے گھر والے اس کی بیوی سے طلاق کی خبر کو چھپاتے ہیں ۔ یہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب: بذریعہ خط وکتابت طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ واضح ہو، طلاق نامہ طلاق دینے والے کے اپنے دستخط سے یا اس کی طرف سے ہونے کی شہادت موجود ہو۔ بہتر ہے کہ خطاب اپنی بیوی کی طرف ہو۔ مثلاً فلانہ مسماۃ میری بیوی تمہیں آج سے طلاق ہے۔ اگر مذکورہ شرائط پورے نہ ہوں تو خاوند سے معتبر ذرائع سے استفسار کی ضرورت ہوگی ۔

شنید ہے کہ چند سال قبل موضع سرمو میں ایک شخص نے کراچی سے کسی دوسرے شخص کی بیوی کو طلاق لکھ دی، پھر یہاں آکر اس سے شادی رچالی ۔ جب اس عورت کا خاوند گھر آیا تو حیران وپریشان ہوکر شرعی عدالت کی طرف رجوع کیا۔ اس پر معاملہ بڑا گندہ ہوگیا۔ اللہ اعلم اس لیے غائبانہ طلاق میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

تحقیق کے بعد طلاق ثابت ہونے کی صورت میں عدت اسی وقت سے شروع ہوگی جب اس کے خاوند نے طلاق نامہ تحریر میں لایا یا زبان سے اظہار کیا۔ عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ: "ان الله تجاوز عن أمتي ما وسوست به صدورها ما لم تعمل به أو تتكلم." (متفق علیه)

سوال نمبر 2: کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق کا پیغام بھیجتا ہے، لیکن اسے یہ پیغام نہیں ملتا اور وہ عدت ختم ہونے کے بعد بغیر رجوع کے اپنی بیوی سے ازدواجی تعلقات استوار کر لیتا ہے۔ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: طلاق بذریعہ پیغام بھی صحیح ہے۔ پیغام لانے والا طلاق دینے والے کا وکیل بن جاتا ہے۔ طلاق اسی وقت واقع ہوگی جب خاوند نے اپنی زبان یا قلم سے کسی شرط کے بغیر اپنی بیوی کے لیے طلاق کا لفظ استعمال کیا۔ عدت گزر جانے کے بعد نئے نکاح کے بغیر ازدواجی تعلقات قائم کرنا شرعاً حرام اور زناکاری ہے، کیونکہ وہ عورت اب اس کی بیوی نہیں رہی۔ اس سے شرعاً پردہ لازم ہے۔

سوال نمبر 3: آدمی قصد کر کے طلاق نامہ لکھتا ہے، پھر اسے جلا دیتا ہے، کیا یہ ایک رجعی طلاق ہوگی؟ طلاق نامہ لکھتے ہی عدت کا آغاز ہوگا یا طلاق نامہ ملنے کے بعد سے عدت شروع ہوگی؟

جواب: جمہور فقہاء کے نزدیک وقوع طلاق کے لیے گواہ ضروری نہیں، جب اس شخص نے ارادے کے ساتھ طلاق نامہ تحریر کیا تو طلاق واقع ہوگئی اور طلاق نامہ لکھتے ہی عدت شروع ہوگئی ۔ کیونکہ انسان اپنے دل کے ارادے کو زبان یا تحریر میں لاتے ہی مکلف ہوجاتا ہے۔ ''طلاق'' اور ''رجوع'' کا معاملہ بڑا نازک ہے، ان میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ علماء کرام پر لازم ہے کہ عوام الناس کو نکاح، طلاق، عدت اور رجوع کے احکام سے آگاہ کریں۔

حالاتِ حاضرہ

توہین رسالت مآب ﷺ عالمی قوانین کے ترازو میں

ابوعبداللہ

نبی اکرم ﷺ کی سیرت پاک میں ایک ایسی مقناطیسی کشش موجود ہے کہ جو بھی غیر متعصب ذہن کے ساتھ مطالعہ کرتا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے پادریوں، پاپاؤں، مستشرقین اور یورپ کے صحافیوں کا خیال ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت مسخ کر دی جائے تو اسلام کی روشنی کا راستہ روکا جا سکتا ہے۔ اسی غرض و غایت کے تحت 1966 میں پوپ پوئس VI نے روما میں اساقفہ اور عمائدین کی ایک خفیہ تنظیم قائم کی۔ اب اس تنظیم کا سالانہ بجٹ بیدار ڈائجسٹ مجریہ 2004 کے مطابق 30 ارب روپے ہے۔

کالم نگار جناب نصرت مرزا کے بقول رسول اکرم ﷺ کے توہین آمیز خاکے شائع کرنے کا فیصلہ امریکی دانشور ''مویبڑ گریفن ٹارپلے'' کے مطابق ''نیوآئی کون'' اور ''بائیلڈر برجر گروپ'' کے 5 تا 8 مئی 2005 کے اجلاس میں کیا گیا۔ پروگرام کے مطابق ڈنمارک کے اخبار جیلنڈز پوسٹن (Jyllands posten) نے 30 ستمبر 2005 کو 12 توہین آمیز کارٹون شائع کیے، جن میں سے ایک میں نبی اکرم ﷺ کو چند برقع پوش خواتین کے درمیان تلوار لہراتے ہوئے، دوسرے میں آپ ﷺ کی چادر کو بم کی شکل میں، تیسرے میں ایک طالبعلم کے طور پر دکھائے گئے۔ (ماہنامہ شہادت مارچ 06) جس پر ڈنمارک کی 2 لاکھ مسلمان آبادی نے احتجاجی جلوس نکالا۔ پھر طے شدہ سازش کے مطابق جرمنی، اٹلی، ہالینڈ، پرتگال، سپین اور سوئیزرلینڈ کے اخبارات نے بھی توہین آمیز کارٹون شائع کیے۔ بی بی سی نے ان کارٹونوں کو اپنی نشریات کا موضوع بنالیا اور دلیل یہ دی کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات کی شدت کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

جیلنڈز پوسٹن کے ایڈیٹر فلیمنگ روز نے مسلمانوں کے احتجاج کے جواب میں اپنے جرم پر اصرار کرتے ہوئے کہا ''مذہبی آزادی کا مطلب یہ نہیں کہ میں دوسرے مذاہب کا بھی احترام کروں''۔ وزیر اعظم ڈنمارک نے کہا کہ ہمیں اس سے سروکار نہیں کہ میڈیا میں کیا ہوتا ہے۔ ڈنمارک وہ ملک نہیں جس کا وزیر اعظم اخبار کی ادارتی پالیسیوں سے اختلاف کرتے ہوئے فوراً فون اٹھائے اور اخبار کے نیوز روم میں انہیں ہدایت کرے۔''

یورپی پارلیمنٹ، یورپی یونین اور صدر بش نے مسلمانوں کے احتجاجی مظاہروں کو مسترد اور اخبار کے منفی کردار کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ڈنمارک اور اس کے وزیر اعظم کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا۔

سعودی عرب، شام اور لیبیا وغیرہ کی جانب سے جیلنڈز پوسٹن کی اس شنیع جسارت پر فوری اور شدید ردعمل ہوا۔ ان ممالک

نے ڈنمارک سے اپنے سفیروں کو بلالیا، ان کے ساتھ متحدہ عرب امارات اور کویت نے یورپی ممالک کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا اعلان کیا۔ پاکستان سمیت دیگر اسلامی ممالک نے مذمتی قرارداد یں منظور کیں اور ہر جگہ احتجاجی مظاہرے ہوئے۔

سعودی عرب میں علمائے کرام کی اپیل پر شہریوں نے نہ صرف ڈنمارک سے درآمد شدہ اشیائے خورد ونوش اپنے فریزروں سے نکال باہر کیا بلکہ دکانداروں نے بھی ان اشیاء کو نکال باہر پھینکا۔ یوں صرف دو روز میں سعودی عرب میں ڈنمارک کی ڈیری کمپنی دیوالیہ ہوگئی۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے قرارداد منظور کر کے ان خاکوں کی مذمت کی۔ انڈیا کے وزیر اعظم منموہن سنگھ تک نے اس کرتوت کی مذمت کی اور ڈنمارک میں اپنے ہم منصب سے فون پر بات کی۔

عالم اسلام اور عالمی برادری کے منصف مزاج زعماء نے ان تعصب آمیز حرکات کی مذمت کی اور پانی سر سے اوپر چڑھتے دیکھا تو مذکورہ اخبار نے مسلمانوں سے معافی مانگ لی۔ مگر مغرب کے یہ بدتمیز اس کے باوصف اپنے آپ کو مہذب، روشن خیال، اعتدال پسند اور دانشور قرار دیتے ہیں۔ انسانی حقوق کی علمبرداری کا بلند بانگ دعوی کرنے والے یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالی اس کے رسول اعظم ﷺ اور شعائر اسلام کا مذاق اڑانے پر معافی کس سے مانگی جائے اور آیا مسلمانوں کو اختیار ہے کہ وہ اس کی معافی دے دیں!؟

نبی اکرم ﷺ کی توہین پر مبنی کارٹونوں کی اشاعت پر خود اہل مغرب کے اعتدال پسند دانشور یہ سوال کرتے ہیں ''اگر کسی کارٹون میں پیغمبر اسلام کے بجائے بم والے ڈیزائن کی ٹوپی یہودی ربی کے سر پر دکھائی جاتی تو کیا شور نہ مچتا کہ اس سے یہودی مخالفت کی بو آتی ہے اور یہودیوں کی دل آزاری کی جارہی ہے!؟!

جناب جاوید چودھری مغرب کے دوہرے معیار کو اس طرح واضح کرتے ہیں ''یورپ کے اخبار اتنے ہی آزاد ہیں تو انہوں نے آج تک یہودیوں کے خلاف کوئی خبر، مضمون اور کوئی خاکہ شائع کیوں نہیں کیا؟ یورپ کے اخبارات یہودیوں سے اتنا ڈرتے ہیں کہ وہاں جب بھی کسی داڑھی والے کا کارٹون یا خاکہ بنایا جاتا ہے تو اس پر ''Muslim'' لکھ دیا جاتا ہے تا کہ کوئی قاری اسے یہودی نہ سمجھ بیٹھے۔

پچھلے پچاس برسوں سے یورپ کے کسی اخبار میں یہودیوں کے دعوائے قتل عام کے خلاف ایک سطر شائع نہیں ہوئی۔ یہود کا دعویٰ ہے کہ جرمنوں نے 60,00,000 یہودیوں کا قتل عام کیا ہے۔ اسے (HOLO CAUST) کا عنوان دیا جاتا ہے۔ اگر چہ دنیا میں یہود کی آبادی کبھی 60 لاکھ نہیں رہی، مگر کوئی بھی مغربی' یہودیوں سے یہ اعتراض کرنے کی یا اس واقعہ کے کسی بھی حصے کے متعلق سوال کرنے یا انکار کرنے کی یہودی قانون کی وجہ سے جسارت نہیں کرتا۔ آخر یہودیوں پر پہنچ کر یورپ کی آزادی صحافت

کیوں دم توڑتی ہے!؟ یورپ کی آزادئ صحافت کس لیے مسلمانوں ہی سے شروع اور مسلمانوں پر آکر ختم ہوجاتی ہے۔(الاعتصام 24فروری 2006)دراصل 1989 میں سلمان رشدی کی شیطانی آیات، 1994 میں تسلیمہ نسرین کا اسلام سے مذاق، آمنہ ودود کی ورجینیا یونیورسٹی امریکہ میں مردوں عورتوں کی مخلوط جماعت میں امامت، ''الفرقان الحق'' کے نام سے بائبل اور قرآن مجید کا ملغوبہ تیار کرنا وغیرہ شیطانی اہداف کا مسلسل شاخسانہ ہے۔اور حق وباطل کی رزمگاہ میں ایسے حربے اور کرتب آئندہ بھی جاری رہیں گے۔یہی ﴿ ولایزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا ﴾کی ناقابل تنسیخ پیشگوئی کی عملی تعبیر ہے۔

انسانیت دشمنوں کا حالیہ اقدام اتنا شرمناک تھا کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان اور سابق امریکی صدر بل کلنٹن کو بھی کہنا پڑا'' پریس کی آزادی کو ہمیشہ اس طرح استعمال کرنا چاہیے کہ کسی بھی مذہب کی دل آزاری نہ ہو''

درحقیقت آزادئ اظہار کا مطلب یہ نہیں کہ اظہار رائے بالکل بے لگام اور انسان اس قدر شتر بے مہار ہوجائے کہ دوسرے انسانوں کی آزادی سلب اور ان کے جذبات مجروح ہوجائیں۔جو کہ خود عالمی قانون کے بھی منافی ہے۔

یادش بخیر جب امریکہ میں آزادی کا اعلان ہوا تو ایک آدمی آزادی کی خوشی کے نشے میں مکا لہراتے ہوئے جارہا تھا کہ دوسرے آدمی کی ناک پر لگا۔اس نے عدالت میں دعویٰ دائر کیا تو مکا اچھالنے والے نے اپنا دفاع کرتے ہوئے کہا: ہم آزاد ہیں،لہذا ہمیں ہر طرح آزادی کے اظہار کا حق ہے۔فاضل جج نے ان صاحب پر جرمانہ عاید کرتے ہوئے کہا'' جہاں اس شخص کی ناک شروع ہوتی ہے،وہاں تمہاری آزادی کی حد ختم ہوجاتی ہے۔''

حالیہ واقعات کے تناظر میں پاکستان کے سابق وزیر خارجہ جناب آغا شاہی صاحب یوں اظہار خیال کرتے ہیں'' آزادی اظہار رائے کا حق لامحدود ہرگز نہیں اور شہری وسیاسی حقوق پر INTERNATIONAL COVNAT ON CIVIL AND POLITICAL RIGHTS {ICCPP} کے ذریعے اس حق کو محدود کیا گیا ہے۔امن عامہ اور اخلاقی اقدار کو برقرار رکھنے کیلئے مذکورہ بین الاقوامی معاہدے کا احترام ضروری ہے۔ان توہین آمیز کارٹونوں کو دیکھ کر کسی بھی مسلمان کے غم وغصے کا عروج پر پہنچ جانا فطری بات ہے۔دنیا کارٹونوں کی اس بدتمیزی کو'' تہذیبوں کے تصادم'' کا تمہیدی منظر قرار دے رہی ہے۔یعنی'' مغرب بمقابلہ اسلام'' کے دور کا آغاز ہوچکا ہے۔ نفرت پر مبنی کارٹونوں کو شائع کرکے ہمہ قسم کے نسلی امتیاز کے خاتمے کی عالمی کنونشن کی صریحاً خلاف ورزی کی گئی ہے۔یہ کنونشن نسلی برتری،نفرت انگیز تصاویر اور نسلی تعصب کو ابھارنے کے عمل کو غیر قانونی کہتا ہے۔اس کی رو سے اقوام متحدہ کی ہر رکن ریاست پر لازم ہے کہ وہ اس قسم کے قابل تعزیر اقدامات کے ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دے۔

آزادئ اظہار کی آڑ میں مسلمانوں کے جذبات کو جس طرح مجروح کیا گیا ہے،اس کے بعد ضروری ہوگیا ہے کہ ان ملکوں میں موجود اسلامی تنظیمیں اور مسلمان قانونی ماہرین متعلقہ ملکوں کی بااختیار عدالتوں اور انسانی حقوق کی یورپی عدالت (European

Court of Human Rights) سے رابطہ کر کے Ruling حاصل کریں۔ (ماہنامہ الشریعۃ گوجرانوالہ مارچ 06)

اطلاعات کے مطابق اس اخبار کے مالکان نے موجودہ صورتحال کو بیلنس کرنے اور مسلمانوں کے مشتعل جذبات کو ٹھنڈا کرنے کیلئے فیصلہ کیا ہے کہ سیدنا مسیح علیہ السلام کے بھی خاکے شائع کیے جائیں گے۔

علامہ زاہد الراشدی اس تناظر میں فرماتے ہیں ''یہ انکی بھول اور غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ اس سے تو مسلمانوں کے رنج وغم میں اضافہ ہوگا۔ کیونکہ مسلمان سیدنا مسیح علیہ السلام کا بھی والہانہ احترام کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے خلاف بھی کسی گستاخی کو برداشت نہیں کرتے۔ البتہ ایک دلچسپ صورتحال ضرور پیدا ہوگی کہ مسیحی کہلانے والے اپنے پیشوا کی شان میں گستاخی کر رہے ہوں گے اور یہودی خوشی سے پھولے نہیں سمائیں گے۔ جبکہ محمد ﷺ کی امت کے غیرت مند لوگ جناب مسیح علیہ السلام کے ناموس کے تحفظ کا پرچم اٹھائے اس بے ہودگی کے خلاف بھی صدائے احتجاج بلند کر رہے ہوں گے۔ (ماہنامہ الشریعۃ مارچ 06)

کالم نگار عرفان صدیقی اپنے کالم ''نقش خیال'' میں ''متعفن سوچ کے مکروہ مظاہرے'' کے عنوان سے نوائے وقت 2005 میں تجزیہ کرتا ہے کہ: ڈنمارک کے ایک اخبار کی جسارت محض کسی آوارہ فرد واحد کے دماغ میں اٹھنے والا فتور یا اس فکر بیمار میں انگڑائی لینے والی شیطانیت کا نتیجہ نہیں۔ یہ اس عمومی روش کا نتیجہ ہے جو امریکہ اور یورپ کے باسیوں کے دل ودماغ میں سرطان کی طرح گھر کر چکی ہے۔ اور ترقی کی رفعتوں سے ہمکنار ہونے کے باوجود بغض، نفرت کدورت اور گراوٹ کی پستیوں سے اوپر نہیں آئے۔

دین اسلام، مسلمانوں اور شعائر دین کے ساتھ ان کے رویے کا سبب صدیوں پر محیط وہ عمل ہے جس نے اسلام کو ایک توانا، فعال، متحرک، انسانیت نواز، زندگی افروز اور جفاکش فلسفہ زندگی کے طور پر پیش کیا ہے۔ جو تمام تر پابندیوں کے باوجود یورپ اور امریکہ میں تیزی کے ساتھ پھیلنے والا سرفہرست مذہب بن چکا ہے۔ جس کی ''روح جہاد'' نے ان کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔

محمد تنزیل صدیقی رقمطراز ہے: ''اٹھارویں صدی کا عظیم جرمن شاعر گوئٹے (1749-1832) پہلا مغربی فرد ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کی عظمت کا برملا اعتراف کیا۔ اور تھامس کارلائل (1795-1881) پہلا مغربی فلسفی ہے جس نے نہایت قوت کے ساتھ اپنے لیکچروں میں نبی اکرم ﷺ پر عاید کردہ بعض مغربی بیمار ذہنوں کے الزامات کی تردید کی۔ اس نے برملا کہا ''حضرت محمد ﷺ کے متعلق ہمارا موجودہ قیاس بالکل بے بنیاد ہے کہ آپ ﷺ دغا باز اور کذب مجسم تھے اور آپ کا مذہب محض فریب ونادانی کا مجموعہ ہے۔ یہ کذب وافتراء کا وہ عظیم انبار ہے جو ہم نے اپنے مذہب کی حمایت میں اس ہستی کے خلاف کھڑا کیا جو خود ہمارے لیے شرمناک ہے۔''

تھامس کارلائل نے اپنی تصنیف ''تاریخ کی 100 عظیم شخصیات'' میں پہلی شخصیت کے طور پر رسول اکرم ﷺ کا تذکرہ کیا ہے اور اس انتخاب کی وجوہات بھی بیان کی ہیں۔ (الاعتصام 3 مارچ 06)

گروٹی بس نے پوکاک کے ایک جواب میں کہا: ''اب وہ وقت آپہنچا ہے کہ اس قسم کی مہمل باتیں چھوڑ دی جائیں۔ اس شخص (محمد ﷺ) کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ آج بارہ سو برس سے 18,00,00,000 انسانوں کے حق میں شمع ہدایت کا کام دے رہے ہیں۔ یہ اٹھارہ کروڑ انسان بھی ہماری طرح خدائے تعالیٰ کے دست قدرت کا نمونہ تھے''۔ (سید الانبیاء بحوالہ ھیروز اینڈ ھیرو ورشپ از تھامس کارلائل)

جارج برنارڈ شا کہتا تھا: ''موجودہ انسانی مصائب سے نجات ملنے کی واحد صورت یہی ہے کہ محمد (ﷺ) اس دنیا کے حکمران بنیں''۔

رسول اللہ ﷺ کی عظمت کا برملا اعتراف کرنے والے دیگر مغربی اور انصاف پسند مفکرین میں نپولین والٹر (1694-1778) روسو، ویلز، ٹالسٹائی، لین پول اور بے شمار شخصیات ہیں جو آپ ﷺ کی شان میں رطب اللسان ہیں۔ (الشریعۃ مارچ 06)

امریکی ہفت روزہ میگزین Time نے 15 جولائی 1974 کے شمارے میں ''تاریخ انسانی کا عظیم ترین رہنما کون ہے؟'' کے عنوان سے منتخب مؤرخین، اہل قلم، فوجی افسروں اور دیگر شعبہ زندگی کے ممتاز افراد کی آراء پیش کیں۔ جن میں شکاگو یونیورسٹی کے ایک پروفیسر اور ماہر نفسیات جولیس میسرمین نے اس مقصد کیلئے تین نہایت معقول معیارات تجویز کیے، جس کے مطابق حضرت محمد ﷺ ایسی شخصیت ہے، جس نے ان تینوں وظائف کو بیک وقت انجام دیا ہے۔ (احمد دیدات: نبوت محمدی پر بائبل کی گواہی صفحہ 30)

مغربی بیمار اذہان وافکار، مستشرقین، پاپائیں اور پادری لوگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بار بار اپنا منہ کالا اور فضا مکدر کیوں کرتے رہتے ہیں؟! جناب زاہد الراشدی اپنے ادارتی کلمات میں یوں تجزیہ کرتے ہیں: ''مغرب کے پاس نہ وحی اصلی حالت میں موجود ہے اور نہ ہی پیغمبروں کے حالات وتعلیمات کا کوئی مستند ذخیرہ اسے میسر ہے۔ اس لیے اس نے سرے سے ان دونوں سے پیچھا چھڑا لیا ہے اور وہ اب مسلمانوں سے یہ توقع اور پرزور مطالبہ کر رہا ہے کہ وہ بھی وحی اور پیغمبر کو اپنے ذہن سے اتار دیں اور اپنے جذبات واحساسات کے دائرے میں انہیں کوئی جگہ نہ دیں۔ لیکن مسلمانوں کے پاس یہ دونوں چیزیں اپنی اصلی حالت میں موجود ومحفوظ ہیں۔ قرآن کریم اور نبی اکرم ﷺ کے حالات زندگی، تعلیمات وارشادات پورے استناد اور تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔

ورلڈ میڈیا، بین الاقوامی لابیوں، مغربی فکر وفلسفہ کی برتری کا مسلسل ڈھنڈورا پیٹنے والے نام نہاد مسلمان دانشوروں اور مغرب نواز مسلمان حکومتوں کی تمام تر منفی کارروائیوں، پروپیگنڈے اور پالیسیوں کے باوجود دنیا بھر کے مسلمان آج بھی نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ بے حد محبت اور بے لچک کمٹمنٹ رکھتے ہیں۔ اور اس کمٹمنٹ کو کمزور کرنے کی کوشش کسی بھی حوالے سے کامیاب نہیں ہو رہی جو نبی کریم ﷺ کے اعجاز کا آج کے دور میں کھلا اظہار ہے۔ (ماہنامہ الشریعۃ مارچ 06)

مغرب میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ فرانس میں سکارف کے خلاف پابندیوں کے باوصف 2005 میں سرکاری